مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

ماہِ شعبان اور شبِ برأت

ماہِ شعبان اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ ہے، اس مہینے کے اختتام پر رمضان المبارک کے بابرکت مہینے کا آغاز ہوتا ہے، رمضان المبارک کے مہینے کے فضائل تو اپنی جگہ ایک عالی شان مقام رکھتے ہیں، لیکن شعبان کے مہینہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک خاص فضیلت وعظمت بخشی ہے، اسی لئے اس مہینے کو ''معظم'' کہا جاتا ہے، چنانچہ اس مہینے کا پورا نام ''شعبان المعظم'' ہے، معظم کے معنی سب کو معلوم ہیں، یعنی عظمت والی چیز۔ شعبان کا معظم مہینہ ایک طرح سے رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ کی تمہید ہے، اور ہر چیز کی تمہید اس چیز کی شان کے مطابق ہوا کرتی ہے، اس لئے رمضان المبارک کی تمہید بھی مبارک و معظم کہلائی جانے کی مستحق ہے۔

رجبؔ اور شعبانؔ کے مہینے میں حضور ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی ہے (مشکوٰۃ ص ۱۲۱)

اور برکت سے مراد عبادت واطاعت میں برکت ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کو ان اوقات میں زیادہ سے زیادہ عبادت واطاعت کی شکل میں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنے کی صورت میں برکت حاصل ہو، تاکہ اس عبادت واطاعت کے برکات وثمرات کے نتیجہ میں رمضان المبارک کے آنے والے مہینے کی صحیح قدر دانی کی سعادت نصیب ہوسکے، ظاہر ہے کہ جو بندہ رجبؔ اور شعبانؔ کے مہینوں میں عبادت واطاعت کر کے اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچا کر برکت کا ذخیرہ جمع نہیں کر سکے گا اسے رمضان المبارک کی سعادتیں، برکتیں ورحمتیں حاصل کرنا مشکل ہوگا۔

اس لئے ضرورت ہے کہ رجب وشعبان کے مہینوں میں عبادت وریاضت کر کے رمضان المبارک کی تیاری کی جائے اور اپنے آپ کو رمضان المبارک کی سعادتوں سے محروم رہنے والوں کی فہرست سے بچانے کی کوشش کی جائے۔

ماہِ شعبان کی عبادت

لیکن شعبان کے مہینے کی کوئی خاص عبادت، اس کا کوئی خاص اور نرالا طریقہ شریعت کی طرف سے مقرر نہیں

اس لئے ہر شخص اپنی صوابدید اور سہولت کے مطابق نماز، روزے، ذکر و تلاوت اور توبہ و استغفار کی شکل میں عبادت کر کے جس طرح چاہے برکات حاصل کر سکتا ہے، لہٰذا جو لوگ شعبان کے مہینے سے متعلق عبادت کے خاص رنگ و ڈھنگ گھڑ کر لوگوں کو ان کی طرف متوجہ کرتے ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔

شعبان کی پندرھویں رات

البتہ شعبان کی پندرھویں رات کے کچھ خاص فضائل احادیث و روایات میں بیان کئے گئے ہیں مثلاً یہ کہ

☼ اس رات میں اللہ تعالیٰ خصوصی رحمت نازل فرماتے ہیں اور مغفرت طلب کرنے والوں پر رحم فرماتے ہیں (کمافی روایۃ البیہقی)

☼ اللہ تعالیٰ اس رات میں آسمانِ دنیا کی طرف اپنی شان کے مطابق نزول فرماتے ہیں (کمافی روایۃ شعب الایمان)

☼ اس رات میں اللہ تعالیٰ بے شمار لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں (طبرانی، مسند احمد، مجمع الزوائد، بزار، مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ)

☼ بعض روایات میں ہے کہ اس رات میں پورے سال میں پیدا ہونے اور فوت ہونے والوں کی فہرست طے ہو جاتی ہے (بیہقی، مصنف عبدالرزاق، ابن کثیر وغیرہ)

☼ اس رات میں کی جانے والی دعا رد نہیں کی جاتی (بیہقی، عبدالرزاق)

☼ اس رات میں عبادت کرنے والے کے حق میں جنت کی بشارت ہے (ترغیب و ترہیب وغیرہ)

لیکن ساتھ ہی مذکورہ بعض روایات میں اس رات کی فضیلت سے محروم رہنے والوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے مثلاً شرک میں مبتلا شخص، کینہ رکھنے والا، ناحق قتل کرنے والا، بدکار عورت، قطع رحمی کرنے والا، ٹخنوں سے نیچے پائجامہ وغیرہ لٹکانے والا مرد، والدین کا نافرمان، شراب خوری کا عادی۔

اگرچہ مذکورہ روایات کی سند میں ضعف ہے لیکن ان روایات کے مجموعہ سے اس رات کی فضیلت کے ثبوت میں شبہ نہیں۔

شعبان کی پندرھویں رات کو شبِ برأت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، کیونکہ اس رات میں بعض روایات کے مطابق بے شمار لوگوں کو جہنم سے بَری کیا جاتا ہے۔

اس لئے شعبان کے پورے مہینے میں اور خاص کر اس مہینہ کی پندرہویں رات کو گناہوں سے بچنے کے ساتھ جس قدر ہو سکے عبادت کرنی چاہئے۔

شعبان کی پندرہویں رات کے بعض منکرات

مگر اس رات کی عبادت چونکہ فرض یا واجب عمل نہیں بلکہ ایک مستحب عمل ہے اس لئے اس میں غلو اور حد سے تجاوز کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، جیسا کہ بعض لوگ ساری رات جاگ کر فجر کی نماز قضا کر دیتے ہیں یا پھر رات کو جاگنے کی وجہ سے دن میں اپنے فرائضِ منصبی میں کوتاہی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

✪ اسی طرح اس رات کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے ساری رات جاگنا ضروری نہیں، بلکہ بآسانی جتنی ہو سکے عبادت کر لینی چاہئے، اور زیادہ نہ ہو سکے تو کم از کم عشاء اور فجر کی نماز اپنے وقت پر باجماعت پڑھ لی جائے اور بس، اس سے بھی امید ہے کہ محرومی نہ ہوگی، مگر شرط یہ ہے کہ عشاء کی نماز پڑھ کر پھر کسی فضول اور گناہ کے کام میں مشغول نہ ہوا جائے (مثلاً ٹی وی، فضول گوئی وغیرہ)

✪ بعض لوگ اس رات میں مساجد کے اندر جمع ہو کر عبادت کرتے ہیں، بعض جگہ اس رات میں جلسے ہوتے ہیں اور رات بھر مسجد کا اسپیکر چلا کر نعت خوانی اور بیان کا سلسلہ جاری رہتا ہے، یہ چیزیں بھی حضور ﷺ کی سنت، صحابہ اور سلفِ صالحین بزرگوں سے ثابت نہیں، اس رات کی عبادت تنہائی اور خلوت چاہتی ہے، لہٰذا مساجد وغیرہ میں جمع ہونے کے بجائے ہر شخص کو اپنے مقام پر رہ کر عبادت کرنی چاہئے۔ شور و شغب ڈال کر خواہ مخواہ دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے اس رات کی فضیلت سے محرومی کے ساتھ وبال کا بھی اندیشہ ہے، جہاں تک اس رات کے فضائل سننے سنانے کا تعلق ہے تو یہ کام کسی اور وقت میں بھی ہو سکتا ہے۔

✪ پھر یہ رات صرف جاگنے کی رات نہیں بلکہ عبادت کی رات ہے، بعض اوقات جاگنا عبادت نہیں ہوتا، اور اس کے برعکس بعض اوقات سونا بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے، بعض لوگوں نے اس رات میں کسی نہ کسی طرح جاگ لینے کو ضروری سمجھ لیا ہے، چاہے جاگ کر عبادت کے بجائے فضولیات اور گناہوں میں ہی کیوں نہ مبتلا ہو جائیں، چنانچہ جاگ کر فضول باتیں کرنے، اور ہوٹلوں وغیرہ میں گھوم پھر کر اور کھا پی کر رات کا بڑا حصہ گزار دینے سے اس رات کا حق ادا کرنا سمجھا جاتا ہے یہ شیطان کا فریب ہے۔

آتش بازی اور چراغاں

بعض لوگوں میں آتش بازی اور چراغاں بھی شبِ برأت کی لازمی رسم بن گئی ہے، شعبان کا مہینہ شروع ہوتے ہی آتش بازی اور پٹاخے بجنا شروع ہو جاتے ہیں، بے شمار حادثے ہر سال اس کے نتیجہ میں رونما ہوتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بے جا تکلیف پہونچتی ہے، آتش بازی تو اسلام میں ویسے ہی جائز نہیں اور پھر اس بابرکت مہینے اور بابرکت رات کی طرف کسی گناہ کی نسبت جوڑنا اور پھر اس گناہ کو عبادت سمجھنا یہ سب ایسی چیزیں ہیں کہ جو انسان کے ایمان کے لئے بہت خطرناک ہیں، اور جب ان چیزوں سے ثواب کے بجائے گناہ ہوتا ہے تو گناہگاروں کو تو اس رات کی فضیلت سے ویسے ہی محروم کر دیا جاتا ہے، پھر آتش بازی کرنے والے کیسے خوش فہمی میں مبتلا رہ سکتے ہیں۔

اسی طرح چراغاں کی رسم کا بھی اسلام میں کوئی ثبوت اور ثواب نہیں، یہ سراسر اسراف اور بجلی کا ضیاع اور غیر مسلم قوموں کا طریقہ ہے، اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو چراغاں کی رسم سے محفوظ فرما کر اپنے دل کو عبادت واطاعت کے نور اور حضور ﷺ کی سنت کی روشنی سے مزین فرمائیں۔

بعض کم علم لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ اس رات میں مُردوں کی روحیں بھٹکتی پھرتی ہیں یا اپنے اپنے گھروں میں آتی ہیں اور گھروں کے کونوں کُھدروں میں کھڑے ہو کر اپنے لئے ثواب طلب کرتی ہیں یا یہ کہ پہلی مرتبہ شعبان کی پندرھویں تاریخ کے آنے سے پہلے پہلے مُردوں کی روحیں دنیا ہی میں چکر کاٹتی پھرتی رہتی ہیں وغیرہ وغیرہ، اس قسم کے خیالات بھی توہمات سے تعلق رکھتے ہیں، جس سے اسلام نے سختی کے ساتھ منع کیا ہے، اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ مُردہ کی روح مرتے ہی پر عالمِ برزخ میں اپنے مقام پر پہنچ جاتی ہے اور دنیا میں بھٹکتی نہیں پھرتی۔

بعض لوگ اس رات میں فوت شدہ شخص کے گھر میں جاتے ہیں اور وہاں جا کر فاتحہ درود اور دعا وغیرہ پڑھتے ہیں، یہ طریقہ بھی خود ساختہ اور منگھڑت ہے، جس سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔

قبرستان جانا

اس رات میں قبرستان جانا بھی کوئی ضروری عمل نہیں، البتہ ایک روایت میں حضور ﷺ کا اس رات میں ایک مرتبہ قبرستان جا کر مُردوں کے لئے بخشش ومغفرت کی دعا کرنے کا ذکر ہے (ترمذی)

لیکن اولاً تو حضورﷺ کا یہ مستقل اور دائمی عمل نہیں، پوری زندگی میں شعبان کی پندرہویں رات میں صرف ایک مرتبہ جانے کا ذکر ہے، اور دوسری روایات میں پورے سال کثرت سے حضورﷺ کے قبرستان جانے کا ذکر ملتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ جانا بھی مُردوں کی بخشش ومغفرت کی دعا کے لئے تھا، اور یہ دعا اپنے مقام پر رہ کر بھی کی جاسکتی ہے، اور اگر کوئی حضورﷺ کے اس عمل کی اتباع کرنا چاہے تو پوری زندگی میں کبھی بھی ایک مرتبہ اس رات میں قبرستان چلا گیا تو انشاءاللہ تعالیٰ اتباع ہوجائے گی۔

پندرہ شعبان کا دن

پندرہ شعبان کے دن کے حوالے سے کوئی خاص عمل شریعت سے ثابت نہیں البتہ ایک روایت میں اس دن روزہ رکھنے کا ذکر ملتا ہے (ابن ماجہ، بیہقی)

اس وجہ سے بعض حضرات نے پندرہ شعبان کے دن کا روزہ رکھنے کو مستحب فرمایا ہے، لہٰذا صرف مستحب سمجھ کر پندرہ شعبان کا روزہ رکھنے کی اجازت ہوگی، بشرطیکہ اس کو ضروری عمل نہ سمجھا جائے۔

پندرہ شعبان کے دن حلوا وغیرہ

آج کل پندرہ شعبان کو بعض لوگوں میں حلوا پکانے اور کھانے کا بہت رواج ہے اور اس کے لئے کچھ روایات بھی گھڑ لی گئی ہیں، مگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس دن حلوا پکانے کا شریعت سے کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لئے اس دن حلوا وغیرہ پکانے کو ثواب سمجھنا یا بغیر ثواب سمجھے اس رسم میں شریک ہونا گناہ ہے۔

اس دن کھانا پکا کر لوگوں کو کھلانے کا بھی کوئی ثبوت نہیں۔ غریبوں کا تعاون دوسرے دنوں میں کیا جاسکتا ہے (تفصیلی دلائل اور معلومات کے لئے ملاحظہ ہو ''شعبان وشب برأت کے فضائل واحکام'' مطبوعہ ادارہ غفران راولپنڈی)

عذاب قبر سے حفاظت کے لئے

جو انسان پوری ''سورہ ملک'' (پارہ۲۹) کو روزانہ پڑھنے کا معمول بنالے گا، وہ انشاءاللہ تعالیٰ قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا (اعمال قرآنی ص۲۰)